Asia Commune

www.asiacommune.org

Asiacommune22@gmail.com
Revolutionaryfrontsouthasia@gmail.com

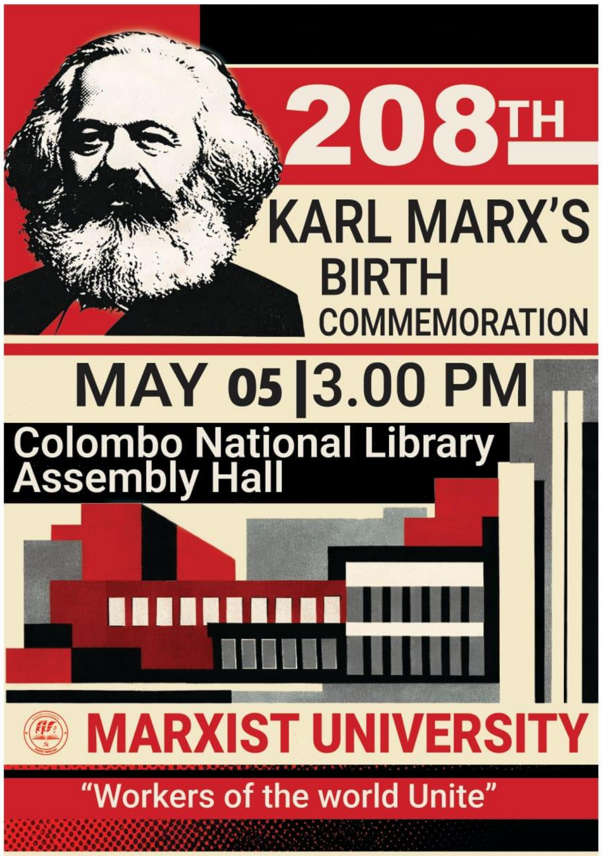

کارل ماکس کے ۲۰۸ ویں یوم پیدائش پر خصوصی تحریر

ارکسسٹ یونیورسٹی ۔ سری لنکا کو انقلابی سلام

وقار فیاض

(ایشیا کمیون کے میڈیا کوآرڈینیٹر)

5 مئی کا دن انسانی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسی دن 1818 میں جرمنی کے شہر ٹریئر میں ایک بچے کی پیدائش ہوئی تھی۔ یہی بچہ آگے چل کر دنیا کو یہ بتانے والا بنا کہ انسان کو ہر قسم کی غلامی اور اِستحصال سے کیسے نجات دلائی جا سکتی ہے، بالخصوص محنت کش طبقے کو۔

اِس نے دنیا کو بتایا کہ اگرچہ 1794 میں فرانس میں پہلی مرتبہ غلامی کے خاتمے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن موجودہ معاشی اور سیاسی نظام آج بھی محنت کش طبقے کو ایک نئی قسم کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہے۔ حالانکہ یہی وہ طبقہ ہے جو ہر روز دنیا کو بہتر بنانے میں مرکزی کردار ادا کر رہا ہے مگر اِس کا پھل صرف ایک محدود طبقہ سمیٹ رہا ہے جبکہ خود محنت کش طبقہ فاقہ کشی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

کارل مارکس کے نظریات اور اس کی تحریریں دنیا بھر کے لوگوں کے لیے ایک روشنی کا مینار ثابت ہوئیں۔ پہلی بار لوگوں کو یہ سمجھ میں آیا کہ ان کا استحصال کیسے اور کن ہاتھوں سے ہو رہا ہے۔ مارکس مظلوموں کے لیے نجات کی علامت بن گیا جبکہ اِستحصالی قوتوں کے لیے ایک خطرہ۔ اسی وجہ سے اُسے جرمنی، فرانس اور بیلجیم سے جلاوطن کیا گیا۔ ایک خوشحال متوسط گھرانے میں پیدا ہونے والا یہ شخص آخرکار 1883 میں برطانیہ میں غُربت کے عالم میں وفات پا گیا۔

کارل مارکس ایک فلسفی تھا اور اُس نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ انسانی ارتقاء کے مطالعے میں گُزارا۔ اپنی تحقیق کے دوران اس نے یہ حقیقت دریافت کی کہ معاشی ڈھانچہ نہ صرف لوگوں کے رہن سہن کو بدلتا ہے بلکہ ان کی پسند و ناپسند، سوچنے کا انداز اور حتیٰ کہ سیاسی نظام کو بھی متاثر کرتا ہے۔

خانہ بدوش اور زرعی مُعاشروں کے بعد دُنیا سرمایہ دارانہ نظام میں داخل ہو چکی ہے۔ اگرچہ سرمایہ داری کے مُثبت پہلو بھی ہیں، لیکن عوام کی بڑی اکثریت مایوسی اور محرومی کا شکار ہے اور امیر و غریب کے درمیان خلیج بہت وسیع ہو چکی ہے۔

مارکس نے 1844 میں ''نظریۂ بیگانگی'' پیش کیا، 1848 میں ''کمیونسٹ مینی فیسٹو'' میں طبقاتی جدوجہد کا نظریہ بیان کیا، 58 - 1857میں ''قدرِ زائد'' کا نظریہ دیا اور 1867 میں اپنی شہرہ آفاق کتاب '' داس کیپیٹل'' اپنے قریبی دوست فریڈرک اینگلز کے ساتھ مل کر شائع کی۔ اس نے 1845-46 میں ''تاریخی مادیت'' کا نظریہ پیش کیا۔ بعد ازاں ان کی وفات کے بعد 1926 میں ''جرمن آئیڈیالوجی'' شائع ہوئی جبکہ 1932 میں اس کا مکمل ایڈیشن سامنے آیا۔

مارکسزم کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے تمام کام کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے اور اسے اپنی سماجی حقیقتوں کے مطابق سمجھ کر نافذ کیا جائے۔

کارل مارکس کا کام کسی پیغمبر کی طرح ناقابلِ تغیر نہیں ہے۔ اینگلز نے اس کی وضاحت کی اور لینن نے اسے مزید وسعت دی، اور چین میں ماؤ نے بھی اس پر کام کیا۔ اگرچہ ماؤ کے طریقۂ کار پر شدید تنقید بھی کی جاتی ہے کہ اس نے کمیونزم کو آمریت میں بدل دیا، لیکن اس کی تحریریں پھر بھی قابلِ مطالعہ ہیں۔

مُختصراً مارکسزم کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے

- محنت کش طبقے کا اپنے کام کرنے کی جگہوں پر مکمل کنٹرول
- حکومت کے نظام میں عوام کی براہِ راست شرکت
- ممالک کے درمیان سرحدوں کے بجائے اجتماعی کمیونز کا تصور
- انسان کو ہر قسم کے استحصال اور جبر سے آزادی
- **آج کے دور میں مارکسزم کی اہمیت**
- مارکسزم دولت، طاقت، اِختیار اور فیصلہ سازی کو چند افراد یا گروہوں کے ہاتھوں میں مرتکز کرنے کے خلاف ہے۔ اس کے برعکس یہ تمام اختیارات کو مُعاشرے میں برابر تقسیم کرنے کی بات کرتا ہے۔

حالیہ دور میں جیفری ایپسٹین کے انکشافات نے یہ ظاہر کیا کہ دنیا کے بڑے سرمایہ دار، بادشاہ، سیاست دان اور ہالی وڈ کی اہم شخصیات ایک محدود حلقے کا حصہ تھے جہاں عیش و عِشرت کی محافِل سجتی تھیں اور کم عمر لڑکے اور لڑکیوں کا اِستحصال کیا جاتا تھا۔اور دنیا کے اہم فیصلے بھی وہاں ہوتے تھے۔ یہی وہ صورتحال ہے جس کے خلاف مارکس نے خبردار کیا تھا کہ جب دولت اور طاقت ایک جگہ جمع ہو جائیں تو وہ معاشرے کے لیے تباہ کُن بن جاتے ہیں۔

تقریباً ہر ملک میں یہی ہوتا ہے کہ سیاست دان، سرمایہ دار، بیوروکریسی، عدلیہ اور فوج ایک دوسرے کے مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے ایک "اسٹیبلشمنٹ" بنا لیتے ہیں۔ قانون سازی بھی اِنہی کے مفاد میں ہوتی ہے۔ اگر عوام اِحتجاج کریں تو اُنہیں طاقت سے دبایا جاتا ہے اور عدلیہ اس کی توثیق کرتی ہے۔ مارکس ہمیں اِسی گٹھ جوڑ کو توڑنے کی تلقین کرتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر کوئی حقیقی تبدیلی ممکن ہی نہیں ہے۔

مارکس کے دور میں سرمایہ داری کا مطلب صنعت کاری تھا، لیکن آج کارپوریٹ سیکٹر نے اس سرمایہ داری کو نئی بُلندیوں تک پہنچا دیا ہے۔ اب صرف اسٹاک مارکیٹ میں معمولی تبدیلی سے بے پناہ نفع یا نقصان ہو سکتا ہے۔ سوویت یونین کے خاتمے اور چین کے سرمایہ دارانہ نظام کی طرف جھکاؤ کے بعد سرمایہ داری نے "نیو کیپیٹلزم" کی شکل اختیار کر لی ہے۔

ماضی میں سرمایہ دار ممالک کمیونزم کے خوف سے اپنے عوام کو سہولیات دیتے تھے لیکن اب یہ فلاحی نظام تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک میں حالات مزید ابتر ہیں جہاں مزدور یونینیں کمزور یا خرید لی جاتی ہیں۔

حکومتیں عالمی مالیاتی اِداروں جیسے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے زیرِ اثر چل رہی ہیں۔ قرضے عوام کے نام پر لیے جاتے ہیں لیکن فائدہ حکمران طبقے کو ہوتا ہے جس میں سیاست دان، بیوروکریسی، فوج، عدلیہ اور بڑے سرمایہ دار شامل ہوتے ہیں۔ یہی "اسٹیبلشمنٹ" اصل فائدہ اٹھاتی ہے جبکہ عوام بدترین حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

دنیا کے مختلف ممالک میں حالیہ دنوں میں عوامی بغاوتیں ہوئیں ہیں لیکن چونکہ مُتبادل نظام واضح نہیں تھا اس لیے حقیقی تبدیلی نہیں آ

سکی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مُعاشی بُحران ہی عالمی جنگوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ 2007-08 کے بعد دُنیا مُسلسل مُعاشی بُحران کا شکار ہے اور بڑی طاقتیں وسائل پر قبضے کے لیے سرگرم ہیں۔

ایسے حالات میں فریڈرک اینگلز کے الفاظ یاد آتے ہیں **انسانیت پر ایک وقت ایسا آتا ہے جب اسے بربریت اور سوشلزم میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔**

آج دنیا اسی دوراہے پر کھڑی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مارکسزم آج پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہو گیا ہے۔

....